بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اشارات

آج وہ شخصیت عالمی اعاظم و اکابر اور پاکستانی حکام و عوام کے ہجوم میں منوں مٹی کے نیچے مدفون ہوگئی جس کے دم سے دوستیوں اور دشمنیوں کے صدہا ہنگامے گرم تھے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّآ اِلَیْہِ رٰجِعُوْنَ[1]

تاریخ میں ایسی متنازعہ شخصیتوں ہی سے رونق رہتی ہے، مگر اکثر یہ ہوتا ہے کہ سیاسی طور پر زیادہ اہمیت اختیار کرنے والے لوگ ماتحتوں اور شہریوں کو طرح طرح کے قوانین اور لاقانونیوں کا نشانہ بناتے ہیں اور ذاتی انتقام لے کر مزے لیتے ہیں۔

لیکن صدر ضیا ایک شریف آدمی تھے، مسلمان تھے اور کبھی وہ ظلم کیش یا انتقام پسند بن کر سامنے نہیں آئے۔

ہم ان کے قریب بھی گئے، اتفاق بھی کیا، اختلاف بھی کیا، اختلاف میں کبھی حد سے زیادہ دور بھی نکل گئے۔ مگر اب ان کی ذات باقی نہیں جس سے سارے ہنگامہ ہائے سیاست تھے، اب تو صرف ان کے کارنامے باقی ہیں۔ اور یہ کارنامے اب ہماری تاریخ کا حصّہ ہیں۔

---

[1] مرحوم نے نوائے وقت کے پینل کو انٹرویو دیتے ہوئے اپنے متعلق یہ کہا تھا کہ "کسی کو معلوم نہیں کہ کل تک وہ جئے گا یا نہیں"۔ (نوائے وقت — ۲ راگست ۱۹۸۸ء)

صدر ضیاء الحق مرحوم کو بروئے حدیث شہادت کا درجہ ملا ہے[1] وہ ماہ محرم کے عشرۂ اوّل میں رخصت ہوئے۔ جس کی ابتداء سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے، اور جس کی تکمیل سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت سے ہوتی ہے۔

موت کسی کی بھی ہو۔ خصوصاً کسی مسلمان کی، جس کے ایمان کی قطعی نفی آپ نہ کر سکتے ہوں — اس کے سامنے آنے پر تمام سیاسی اختلافات اور دُنیوی جھگڑوں کی گٹھڑیاں دریا میں بہا دینی چاہئیں۔ سیاست اور نزاعاتِ دُنیا بعض اوقات کچھ لوگوں کے دلوں میں نفرت کا ایسا زہر بھر دیتی ہیں کہ نہ صرف وہ کسی حریف کی زندگی میں لفظ لفظ سے پھوٹا پڑتا ہے بلکہ چاہتے ہیں کہ ان کی نفرت موت کے بعد بھی اُس کا تعاقب کرتی رہے۔ ایسے بھی لوگ ہیں جنہوں نے اس سانحہ پر کہا کہ " ہمیں نہ خوشی ہے نہ غم "— افسوس ہے کہ پاکستان میں سانس لینے اور کھانے پینے والے کچھ آہنی اور سنگین مجسمے بھی پائے جاتے ہیں جن کو اُس آب و گِل سے خلق نہیں کیا گیا جس سے آدم علیہ السلام اور ان کی ساری اولاد پیدا ہوتی چلی آرہی ہے۔ ایسے لوگ بھی تھے جنہوں نے جشن منائے اور مٹھائیاں بانٹیں، کیونکہ ان کی نگاہ اب اس پر ہے کہ تخت و تاج آن کا ہے، جس تک پہنچنے کے لیے ضیاء الحق رکاوٹ بنا ہوا تھا۔ عوام کی بھاری تعداد، عورتوں کی کثیر آبادی اور علماء اور دینی جماعتوں کے بہت سے وابستگان اس واقعہ پر سخت صدمہ رسیدہ ہوئے۔ کئی جگہ قرآن خوانیاں ہوئیں اور ہر مسجد اور گھر میں مغفرت کی دُعائیں مانگی گئیں۔

اور میں ان سارے عناصر کے درمیان کھڑا اپنی جگہ طرح طرح کے احساسات میں گھرا کھڑا ہوں۔

صدر ضیاء الحق کے متعلق طرح طرح کی آراء موجود ہیں، اس کے حساب میں بہت سے کارنامے اور نیکیاں بھی ہیں، دوسری طرف کوتاہیاں اور غلطیاں بھی ہیں، لیکن یہ بات نہایت بیّن ہے کہ اسلام کی راہ میں بہت سے اقدامات اس نے ایسے کیے ہیں، جنہیں اُس سے پہلے کا کوئی حکمران نہ کر سکا۔ اور شاید آئندہ بھی ایسے کام — خواہ آپ ان کو چھوٹا اور بے حیثیت قرار دیں — کرنے والا دوسرا

[1] اس سلسلے میں ضروری احادیث کے اجمالی حوالے آخر مضمون میں ملیں گے۔

آدمی مشکل ہی سے نمودار ہوگا۔ اس نے بعض ایسی طرحیں ڈال دی ہیں کہ ان سے رُوگردانی کرنا بھی مشکل ہوگا۔ شخصی دینی کردار کے لحاظ سے اس کا ایک خاص مقام تھا۔ اس نے بہت سے غریبوں اور مصیبت زدوں کے ساتھ براہِ راست حُسنِ سلوک کیا ہے، اس نے بیواؤں کو مدد بہم پہنچائی ہے، اس نے غریب گھروں کی بچیوں کو جہیز دیئے اور دلوائے ہیں۔ اور اس کے لیے فنڈ اور نظامِ کار تشکیل دینے کی کوشش کی۔

پھر اس لحاظ سے اپنی نوعیت کا یہ ایک ہی حکمران تھا کہ جس نے اقتدار کی قوت کو مخالفین کے خلاف استبدادی اور جبری قوانین کے ذریعے استعمال نہیں کیا۔ اپنے خلاف بدترین باتیں سُنیں، لوگوں کے بدلتے رویوں کی وجہ سے صدمہ بھی اُٹھایا۔ لیکن کبھی انتقامی رویہ اختیار نہیں کیا۔ اور نہ کسی کو قتل کرایا، نہ کسی کا کاروبار تباہ کرایا، نہ کسی کو ختم کرنے کے لیے ٹیکس کی مار دلوائی، نہ ملازمتیں چھین کر بے روزگاری کے جہنم میں ڈالا۔

یہ عالمِ اسلام کی عجیب شخصیت تھا کہ یو این او اور امریکہ تک کے باضابطہ اجلاسوں میں قرآن کی آواز پہنچا کے آیا۔ اس کا حرمین میں جانا، اور روضۂ نبویؐ میں جا کر "بیٹری چارج" کرانا اس دور کے حاکموں کی ادا نہیں ہے۔

اب اگر کوئی یہ کہے کہ یہ سب کچھ سیاسی کھیل جاری رکھنے کے لیے ڈرامہ تھا جو نفاق کے اسٹیج پر کھیلا جارہا تھا تو ایسے حضرات کے لیے موزوں یہ ہے کہ وہ فتویٰ خانہ کھول کر لوگوں کے اعمال کا حساب لگا لگا کر کسی پر کفر اور کسی پر شرک اور کسی پر نفاق کے ٹھپے لگاتے رہیں۔ ہماری تحریک میں کبھی بھی ٹھپے نہیں لگائے گئے۔ یہ کاروبار اصلی اسلام اور پورے اسلام کے داعیوں کا نہیں ہوسکتا۔

صدر ضیاء الحق کے پھیلے ہوئے وسیع سلسلۂ اعمال کا صحیح حساب لگانے والی صرف ایک ہی ذات ہے جس نے ہم سب کے لیے ایک ترازو نصب کر رکھی ہے۔ یہ کام اس کا ہے کہ سب کے کارنامۂ حیات کو تول تول کر ان کی حیثیت مشخص کرے۔ کتنے ہی تقویٰ کے انبار ہیں جو کسی عملِ حرام و جُرم کی وجہ سے اس دن وزن نہ پائیں گے۔ اور کتنے ہی درمیانی قسم کے مسلمانی والے لوگ ہیں جو بعض وسیع اور عمیق اعمال کی وجہ سے پُل صراط پار کر جائیں گے[1]۔ دوسروں کی ایمان اور عاقبت پر حکم لگانے

[1] ہم جس معاشرہ میں رہتے ہیں وہ مخلوط افکار و اعمال کا معاشرہ ہے، حتیٰ کہ (باقی بر صفحہ آئندہ)

کے بجائے، اپنی شخصیت کو چھانٹنا پھٹکنا چاہیے۔

صدر ضیاء الحق کی کہیں یہ کوتاہی ہو سکتی ہے کہ ایک صورتِ معاملہ ان کی سمجھ میں نہ آسکی ہو، کہیں ان کی مشکل یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ایک کام کو وہ اعلان کرنے کے باوجود اس لیے نہ کر سکیں یا اچھی طرح نہ کر سکیں کہ ان سے متعلق مشینری ساتھ نہ دے سکی ہو، پیچیدگی یہ بھی ہو سکتی ہے کہ ایک پروگرام کے لیے موزوں افراد ہی بیسر نہ ہوں، لیکن مرحوم کی طرف سے برابر اس امر کی کوششیں جاری رہیں کہ اسلام کو فروغ حاصل ہو۔ اس کی ایک جھلک یہ ہے کہ فوج کے لیے "ایمان، تقویٰ، جہاد" کا ماٹو مقرر ہونے کے ساتھ ساتھ تمام فوجی لائبریریوں کو اسلامی لٹریچر سے بھر دیا گیا ہے۔ تفہیم القرآن اور مولانا کی کتب کے ہزارہا سیٹ جا بجا پہنچا دیے گئے ہیں۔ اس شخص کا جہادِ افغانستان ہی میں اتنا بڑا حصہ ہے کہ شاید یہ ایک خدمت ہی بے شمار گناہوں کو محو کرا دے۔ ہم آپ آڑے آنے والے کون!

مرحوم کی بے شمار کوتاہیاں گنوائی جا سکتی ہیں۔ لیکن اس شخص کی نیت پر جا کر حملہ کرنا تو گویا عام استدلال کی شکست ہے۔ اور اگر اسی طرح ہم سب لوگ ایک دوسرے کی نیتوں کا ناپ تول کرنے لگیں تو شاید اس ملک میں تبادلۂ خیالات اور میل جول اور کوئی تعمیری کام کرنا بالکل ممکن ہی نہ رہے، کچھ خدا کا خوف بھی ہونا چاہیے۔

ہم تحریکِ اسلامی کے لوگ نیتوں تک جانے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ اس پہلو سے کبھی کوئی قیاس اگر کیا بھی جائے تو وہ ایسی استدلالی قوت نہیں رکھتا کہ داعیانِ حق اس کو دنیا بھر کے سامنے لائیں۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ سابقہ) بہت سی دینی شخصیتیں اور ان کے گھر فتنہ ہائے دوران کی آلائشوں سے اور ان کے اذہان تصوراتِ گناہ کے رقصِ مسلسل سے محفوظ نہیں رہ سکتے۔ اِلّا ماشاء اللہ۔ مخلوط اعمال کی سوسائٹی میں جو لوگ صحیح بنیادی عقائد اور ضروری عبادات پر قائم ہوں اور معروف مسلمان ہوں ان کے لیے دعائے مغفرت بھی کی جاتی ہے اور خدا سے اُمید بھی رکھی جاتی ہے کہ وہ بخش دے۔ دینی طبقوں میں یہ کمزوری جلد راہ پا جاتی ہے کہ وہ اپنے آپ کو بخشا بخشایا قرار دے کر دوسروں پر انتہائی سنگین فتوے لگائیں اور ان کا مقام عاقبت میں بھی طے کر دیں۔ کاش کہ سیاسی اختلافات سیاست کے دائرے تک رہ سکیں۔

صدر ضیاء کے اُٹھ جانے کا دھچکا یوں تو پورے عالمِ اسلام میں محسوس کیا جائے گا۔ لیکن سب سے زیادہ افغان مجاہدین اور مہاجرین پاکستان کو محسوس ہوگا۔ اور جو اس سایۂ تائید و حمایت سے محروم ہو گئے ہیں جو صدر مرحوم کی طرف سے کئی مختلف صورتوں میں ان کو حاصل تھا۔ ابھی زیادہ دیر نہیں گذری کہ جمہوری دور میں افغانی پالیسی میں بہ سلسلۂ معاہدہ جنیوا ذرا سا خم کھایا گیا تو اس کے بڑے سنگین نتائج نکلے۔ روس اور امریکہ اور بھارت کے درمیان گھرے ہوئے پاکستان کو صحیح سلامت لے کے چلنا اور افغان پالیسی کو خطِ مقررہ پر نو سال سے مسلسل قائم رکھنا صدر ضیاء مرحوم کا ایک ناقابلِ فراموش کارنامہ ہے۔

آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ بعض مظلوم مسلم اقلیتیں ہمارے آس پاس کی کس طرح صدر ضیاء کے تصور سے قوت حاصل کرتی رہی ہیں۔ آج جا کر دیکھیے کہ ان کے حوصلے کس درجہ مجروح ہو گئے ہوں گے۔

اِدھر صدر ضیاء کی حادثاتی شہادت کے بعد، اور نہایت اہم فوجی افسروں کی ایک بڑی تعداد کی جدائی کے بعد، خود پاکستان دفاعی لحاظ سے بڑی نازک صورتِ حالات سے دوچار ہے۔ اگرچہ اس کے سپاہی اور اس کے شہری، دفاع کے لیے ہر بازی کھیل جانے کو تیار ہیں۔ ستم ظریفی دیکھیے کہ کراچی میں فوری طور پہ تیل کی تنصیبات پر راکٹوں کے ایک بھاری حملے کا ہونا اور تخریب کاروں کا بھاگ کر بچ نکلنا بڑا تشویش انگیز واقعہ ہے۔

دوسری طرف سیاسی حال یہ ہے کہ نہ جماعتوں میں تنظیمی و تربیتی اور جمہوری اطوار موجود ہیں، نہ عمائدین میں اعلیٰ درجہ کا تدبر اور حالات کے بدلتے تقاضوں کا گہرا شعور اور قابلِ اعتماد اخلاق و کردار موجود ہے۔ ان گنت چھوٹے چھوٹے گروہ، کچھ مذہبی تنظیمیں، کچھ بااثر قسم کی جماعتیں موجود ہیں۔ لیکن کوئی ایک بھی نہیں جو اسلامیت جمہوریت اور پاکستانیت کے تینوں اُصولی تقاضوں کو تسلیم اور جذب کر کے چلے۔

صرف ہم ایک ایسا اُصولی گروہ تھے جو اگر آپ امتیاز و تشخص قائم رکھ کر اس وقت سارے ملک کو آواز دیتے کہ آؤ اور ملک کو بچانے اور اسلام کو اُبھارتے اور جمہوری فضا پیدا کرنے کے لیے جماعتیں اور شہری متحد ہو جاؤ تاکہ ہم لادینیت پسندوں اور علاقائیت پرستوں کے اس طوفان کا مقابلہ کر یں جو بس اب تیزی سے اُبھرنے والا ہے ـــــ شریف اور حساس شہریوں اور سیاسی حضرات کی بڑی تعداد متوجہ ہو جاتی۔

لیکن ہم تو کسی اور ہی مقام پر کھڑے ہیں۔ نہ جمہوریت چاہنے والے لادینیت پسندوں کو ہماری

ضرورت، نہ مذہبی جماعتوں اور دینی شخصیتوں کو ہم سے دلچسپی۔

اب گاڑی کو صحیح پٹڑی پر لاکر کام کو آگے بڑھانا اور قوم کو لادینیت سے بچا دکھانا ایک عظیم کام ہے۔ کاش کہ ہم اسے انجام دے سکیں۔

اس موقع پر میں موجودہ صدر غلام اسحٰق خاں سے، فوجی افسروں سے اور سینیٹ کے تمام ممبروں سے، اسلامی نظریاتی کونسل سے، دینی اکابر اور ان کی جماعتوں یا اداروں سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ صدر ضیاءؒ کی ان تمام کوششوں کو ملیا میٹ ہونے سے بچانے کی کوشش کریں، جو انہوں نے اسلام کا عَلَم سربلند کرنے کے لیے مختلف شعبوں میں کیں۔ اور صرف سابق کوششوں کا بچانا ہی کافی نہیں، بلکہ مہربانی فرما کر خدا و رسولؐ کی خوشنودی کے لیے، اس قوم کی بہبود کے لیے، مادہ پرستی کا مقابلہ کرنے کے لیے اور وطنِ عزیز کو خطرات و مہالک سے بچانے کے لیے ان کوششوں کو آگے بڑھائیں۔

اِس سلسلے میں جو بھی اقدام کیا جائے گا، تمام محبانِ دین اس کا ساتھ دیں گے اور عوام میں زندگی کی ہر زور پکڑتی جائے گی۔

دوسرا اشد ضروری کام یہ سامنے ہے کہ ۱۶ نومبر کو انتخابات منعقد ہو جائیں اور تمام لیڈروں اور پارٹیوں کے مطالبے کے مطابق جماعتی بنیاد پر ہوں[۱]۔

اللہ سے دلی دعا ہے کہ وہ ضیاء الحق شہید کو مغفرتوں، رحمتوں اور انوارِ خاص سے نوازے اور ان کے ہم سفر فوجی افسروں اور جہاز کے عملے کے ہر فرد کی بخشش فرمائے، نیز سب کے پس ماندگان کو صبر بھی دے۔

---

[۱] جمہوریت کی بحالی بہت ضروری ہے، مگر سیکولر مغرب کے نظامِ جمہوریت میں ضروری اصلاحات نہ کرنے کے نتائج جمہوری آمریت (فسطائیت)، اور لادینیت کی شکل میں بھی نکل سکتے ہیں۔ جمہوری فسطائیت کا تجربہ تو پہلے بھی ہو چکا ہے۔ آگے کا اصل کام یہ ہے کہ جمہوری پارلیمانی سسٹم اور اس کے نظامِ انتخابات میں مؤثر تبدیلیاں پیدا کی جائیں۔ اور یہ کام صرف جمہوریت جمہوریت کہنے نہیں ہو سکتا۔ اسلام بھی ضروری ہے۔

اجر بھی دے اور اپنی دوسری خاص رحمتوں سے ان کے غم کی تلافی بھی کرے۔

دُعا یہ بھی ہے کہ پاکستان کو داخلی انتشار اور ترکِ اخوت سے، نیز لادینیت اور اباحت پسندی، علاقہ پرستی اور نسل پرستی سے، اور اسلامی قدروں کو تباہ کرنے والے ماڈرن ازم سے بچائے خدائے قادر، بدطینت دشمنوں میں گھرے ہوئے اس خطّے کے امن، استحکام اور سالمیت کا تحفظ فرمائے۔ ربِ جلیل مجاہدین افغانستان اور مہاجرینِ افغانستان کا خود حامی و ناصر ہو اور ان کے جذبوں کو مزید توانائی اور ان کے لیے حالات کو مزید سازگاری دے۔ آقائے عظیم آزاد کشمیر کے مسلمانوں اور بھارت کی مظلوم اقلیتی مسلمانوں کو حوصلہ اور سہارا دے۔ اور ان کو اکثریت کے تعصب کے عفریت کا لقمہ بننے سے بچائے۔ صاحبِ عرش عظیم تمام مسلمانانِ عالم کی ہمتیں بلند کرے اور ہر جگہ غلبۂ اسلام کے راستے کھول دے۔

ایک دُعا یہ بھی دل میں ہے کہ صدر ضیا شہید کے دور میں جو کچھ بھی اقدامات اسلام کے لیے مختلف شعبوں

(حاشیہ متعلق بہ صفحہ نمبر ۴)

جہاد فی سبیل اللہ کے شہداء کا درجہ گو سب سے بلند ہے، مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اُمّت کو شہداء کی اور بھی اقسام بتائی ہیں۔ مثلاً: ۔مَن قُتِلَ دون اهله فهو شهيد۔ ومن دون دينه (ترمذی، ابوداؤد) دون ماله (بخاری، مسلم) پیٹ کی تکلیف میں فوری خاتمہ علامتِ شہادت ہے۔ (بخاری۔ ابن ماجہ) مظلوم کی مدد کرتے ہوئے قتل ہونے والا شہید (مسند احمد) اپنی تلوار یا اسلحہ بچانے یا واپس چھیننے کے لیے مرنے والا شہید (مسلم) والغریق شهيد (مسلم) من مات فی الطاعون فهو شهيد (مسلم) دب کر مرنے والا شہید (مسلم) عورت کا دورانِ حمل یا زچگی میں فوت ہونا شہادت ہے (موطا) جل جانا شہادت (موطا)، تاجرِ صدوق و امین شہداء کے ساتھ ہوگا۔ (ترمذی، دارمی، ابن ماجہ) کسی مرض سے اچانک مر جانا درجہ شہادت رکھتا ہے (ابن ماجہ) علاوہ ازیں سفر حج میں، طلبِ دین کی سعی میں، دعوتِ اسلامی کو پھیلانے کی سرگرمیوں میں، اور جہاد فی سبیل اللہ کے راستے میں تگ و دَو بھی ذریعہ شہادت بن جاتی ہے۔ امام نووی اجماعی مسئلہ یہ بتلاتے ہیں کہ اگرچہ یہ لوگ جہاد فی سبیل اللہ کے مقام پہ نہیں۔ مگر غیر معمولی حادثے یا سختی یا بے بسی کی وجہ سے ان کو قیامت کے دن ثواب الشہداء ملے گا سوائے اس کے کہ قرض معاف نہیں ہوگا۔ غسل، کفن اور جنازہ ہوگا۔ دفن (مسلم)

میں ہوتے ہیں جن کے لیڈر اور عوام ان کو آگے بڑھائیں اور تکمیل تک پہنچائیں - اور ان کاموں کو تباہ کرنے یا ان کے خطوط کو مٹانے کی جسارت کسی جماعت یا پارلیمنٹ یا عہدہ دار کو نہ کرنے دیں -

اللہ ہی ہم سب کا بہترین دوست، بہترین کارساز اور بہترین سہارا ہے -

---

آخر میں ہم وہ قرارداد شائع کرتے ہیں جو موجودہ حالات کے متعلق مرکزی رہنماؤں نے پاس کی :

(لاہور) ۱۹ اگست - جماعتِ اسلامی پاکستان کے مرکزی رہنماؤں کا ایک ہنگامی اجلاس جماعتِ اسلامی پاکستان کے مرکزی دفتر منصورہ میں امیر جماعت اسلامی پاکستان قاضی حسین احمد کی زیرِ صدارت ہوا - اجلاس میں حسبِ ذیل قرارداد اتفاقِ رائے سے منظور کی گئی :

"جماعتِ اسلامی پاکستان کے مرکزی عہدہ داروں کا یہ ہنگامی اجلاس حالیہ المناک ہوائی حادثہ پر اپنے گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے - ہم اللہ رب العزت کی بارگاہ میں دعا کرتے ہیں کہ وہ جنرل ضیاء الحق اور اس حادثہ میں جاں بحق ہونے والے تمام افراد کی مغفرت فرمائے، ان کے پس ماندگان کو صبرِ جمیل کی توفیق بخشے، اس نازک گھڑی میں قوم کو نیا حوصلہ، عزم اور ہمت عطا کرے تاکہ وہ پیش آمدہ مصائب کا پامردی کے ساتھ مقابلہ کر کے اپنے مسائل کو بحسن و خوبی حل کر سکے اور دشمنانِ پاکستان کے منصوبوں کو خاک میں ملا دے -

اِس موقع پر ہم قائم مقام صدر غلام اسحاق خاں کو دستوری حدود کے اندر اٹھائے جانے والے تمام اقدامات میں اپنے بھرپور تعاون کا یقین دلاتے ہیں اور ساتھ ہی واضح کرنا چاہتے ہیں کہ موجودہ دستور ہنگامی حالات سے نبرد آزما ہونے کا بھی ایک طریقہ کار متعین کرتا ہے - اگر اس طریقہ سے ہٹ کر کوئی ایسی راہ اختیار کی گئی جو دستور کے خلاف یا اس سے متجاوز ہو تو یہ ملک کے ساتھ خیر خواہی نہیں ہو گی - اب ملک کسی غیر دستوری طریقہ کا متحمل نہیں ہو سکتا -

یہ اجلاس اس امر پر اپنے اطمینان کا اظہار کرتا ہے کہ قائم مقام صدر نے ۱۶ نومبر کو انتخابات کرانے کی یقین دہانی کرائی ہے - لیکن موجودہ حالات میں محض یہ اعلان اس بارے میں پائے جانے والے شکوک و شبہات کو رفع کرنے کے لیے کافی نہیں ہے - ضرورت اس امر کی ہے کہ ان انتخابات کو

جمہوری روایات کے مطابق یقینی، مثبت، پُرامن، منصفانہ اور جماعتی بنیاد پر کرانے کے لیے فوری طور پر مؤثر اقدامات کیے جائیں تاکہ قوم کو اس بارے میں یکسوئی حاصل ہو سکے۔

یہ اجلاس محسوس کرتا ہے کہ اس نازک گھڑی میں ملک کو بیرونی خطرات اور اندرونی خلفشار سے بچانے کے لیے کامل قومی اتحاد، بیداری، یک جہتی اور ہم آہنگی کی ضرورت ہے۔ ہر قسم کے گروہی، لسانی اور علاقائی تعصبات سے بالاتر ہو کر وطنِ عزیز کی بقا اور سالمیت کے لیے سرگرم عمل ہونا ہر محبِ وطن شہری کا اہم ترین فرض ہے۔ اس اجلاس کو یقین ہے کہ انشاءاللہ پاکستانی عوام عزم و حوصلہ کے ساتھ اپنے اس فرض کو ادا کریں گے اور ملک ایک مرتبہ پھر اپنی تمام مشکلات پر قابو پا کر ایک شاندار مستقبل اور مکمل اسلامی نظام کی طرف پیش قدمی کرے گا۔

یہ اجلاس اس موقعہ پر اپنے افغان بھائیوں کو یہ یقین دلانا چاہتا ہے کہ اس المناک حادثہ سے پاکستان کا وہ اصولی موقف ہرگز متاثر نہیں ہوگا، جو اس نے افغانستان میں بیرونی مداخلت اور افغانستان کی آزادی کے سلسلے میں اختیار کر رکھا ہے۔ اِنْ شاءاللہ ملتِ پاکستان، افغانستان میں ایک آزاد اسلامی مملکت کے قیام تک پوری طرح ان کا ساتھ دیتی رہے گی۔ یہ اجلاس اس حادثہ میں پاکستان میں متعین امریکی سفیر اور دوسرے سفارت کار کی ہلاکت پر بھی اپنے گہرے دکھ اور ان کے خاندانوں کے ساتھ اپنی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے۔"

---

۶ ستمبر

۶ ستمبر کو وہ معرکہ جہاد یاد آ جاتا ہے جو پڑوسی حملہ آور کی جارحیت کو روکنے کے لیے کیا گیا۔ ۱۷ دن پورا زور لگانے کے باوجود نہ تو عدو لاہور کے قریب پھٹک سکا اور نہ کوئی اور فتوحات حاصل کر سکا۔

صدر ضیاءالحق شہید کے اٹھ جانے سے اس کے ذہن میں اگر شرارت کی کوئی نئی لہر اُٹھے تو ہم گزارش کرنا چاہتے ہیں کہ یہ قوم جس نے ضیاء شہید کے جنازے پر دنیا کو حیرت ناک منظر دکھایا ہے۔ یہ کسی بھی جارح کے گلے توڑ دکھائے گی۔

جہاد ہمارا راستہ اور شہادت ہماری منزل ہے!